۳۱ / مارچ ۱۸۹۹ء

خطبہ جمعہ

(خلاصہ)

اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ مُشْفِقُوْنَ - وَ الَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیَاتِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ - وَ الَّذِیْنَ ھُمْ بِرَبِّھِمْ لَا یُشْرِکُوْنَ - وَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَ قُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ رَاجِعُوْنَ - اُولٰٓئِکَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَ ھُمْ لَھَا سَابِقُوْنَ - (المومنون:۵۸ تا ۶۲)

مولا کریم ' رحمٰن و رحیم مولا ' ان آیات میں انسان کو ان راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو اس کو ہر ایک قسم کے سکھوں کی طرف لیجاتے ہیں اور اپنے ہم چشموں اور ہم عصروں میں معزز و موقر بنا دیتے ہیں۔

انسان فطرتی طور پر چاہتا ہے کہ وہ ہر ایک قسم کے سکھوں اور آراموں اور بھلی باتوں کو حاصل کرے اور پھر ان میں سب سے بڑھ کر رہنا چاہتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے متعلقین خوش و خورسند ہیں اور لوگوں کو بھلائی کی طرف متوجہ پاتا ہے تو اس کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ فلاں بھلائی میں ایک سعادتمند نے قدم رکھا ہے اور فلاں شخص نے بھی رکھا ہے۔ پس میں سب سے بڑھ کر سبقت لے

جاؤں۔ غرض عام طور پر انسان فطرتاً ایک کمپیٹیشن (Competition) میں لگا رہتا ہے اور ساتھ والوں سے سربرآوردہ ہونے کا آرزومند ہوتا ہے۔ بچے چاہتے ہیں کہ کھیل میں دوسری پارٹی سے بڑھ کر رہیں اور جیت جاویں۔ عورتیں کھانے' پہننے' لباس و زیورات میں چاہتی ہیں کہ اپنی ہم نشینوں سے بڑھ کر رہیں۔ پس یہ خواہش اور آرزو جو فطرتی طور پر انسان کے دل میں پائی جاتی ہے اس کے پورا کرنے کے اسباب اور وسائل قرآن کریم میں اس مقام پر رحیم کریم مولا بیان فرماتا ہے اور وہ چند ایک اصول پر مشتمل ہے۔

پہلا اصل۔ انسان غور کرے کہ اس کے دل میں اپنے سے بڑے کا ڈر ہوتا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ کام والے لوگ نمبردار کا' اور نمبردار تحصیلدار کا' اور تحصیلدار حکام بالادست کا ڈر رکھتے ہیں۔ ماتحت اگر افسروں کا ڈر دل میں نہ رکھیں تو وہ اپنے فرض منصبی کو اس خوبی اور صفائی سے نہ کریں جس سے وہ اس ڈر کی حالت میں کرتے ہیں۔ اب اس اصل کو زیر نظر رکھ کر مولا کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں اور بھلائیوں کے کمپیٹیشن (Competition) اور مقابلہ میں سرفراز ہوتے ہیں سب سے پہلے وہ ہر ایک کام کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا نگران ہے اور ان کے ہر فعل کھانے' پینے' دوستی' دشمنی' بغض وعداوت' لین دین' غرض تمام معاملات میں ان کو دیکھتا ہے۔

پس مومن وہ ہوتے ہیں جو خیرات میں بڑھتے ہیں' جو ان اعمال و افعال کے وقت علیم و خبیر کی ذات اور نگرانیوں پر نگاہ کرتے ہیں اور ہر آن خوف و خشیت الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک کام میں خواہ کھانے پینے کا ہو' یا بغض وعداوت ہو' دوستی ہو یا دشمنی' ہربات میں خوش رہنے اور بڑھ کر رہنے کے لیے پہلا اور ضروری اصل کیا ہے؟ خشیت الٰہی۔ عمل کرنے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ یہ عمل خدا تعالیٰ کی رضاجوئی کی وجہ سے کسی سرخروئی کا باعث ہے یا اس کی نارضامندی کا موجب ہو کر سیاہ روئی کا پیش خیمہ؟

خوف الٰہی کے بعد دو اصل اور ہیں۔ وہ کیا؟ ایک اخلاص۔ دوسرا صواب۔ کوئی عمل صالح ہو نہیں سکتا جب تک اخلاص اور صواب نہ ہو۔

اخلاص کیا ہے؟ اخلاص کے معنے ہیں کہ جو کام کرو اس میں یہ مد نظر ہو کہ مولا کریم کی رضا حاصل ہو۔ حب ہو تو حباً للہ ہو۔ بغض ہو تو بغضاً للہ ہو۔ کھاؤ تو اس لئے کہ کھانے کا حکم دیا ہے۔ پیتے ہو تو سمجھ لو کہ وَ اشْرَبُوْا کے حکم کی تعمیل ہے۔ غرض سارے کاموں میں اخلاص ہو' رسم وعادت' نفس و ہوا کی ظلمت نہ ہو۔ اندرونی جوش اس کے باعث نہ ہوئے ہوں۔

صواب کیا ہے؟ کہ ہر بھلا کام اس طرح پر کیا جاوے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے کر کے دکھایا ہے۔ اگر نیکی کرے مگر نہ اس طرح جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے سکھائی ہے' وہ راہ صواب نہیں۔ غرض یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کام کے کرنے میں اجازت سرکاری ہے یا نہیں۔ اور پھر اللہ کی رضا مقصود ہے یا نہیں۔ پس کام کرو خشیت الٰہی سے اور پھر اخلاص و صواب سے۔

وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان لاتے ہیں۔ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعمال اور ترک اعمال میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ نیکی کو اس لئے کرے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے اور اس کے لئے اس کو کرے۔ اور بدی سے اس لئے اجتناب کرے کہ خدا نے ان کو برا فرمایا اور ان سے روکا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی اتباع مدنظر رکھ کر نیکی کرے۔ نیکی کرتا ہوا بھی خوف الٰہی کو دل میں جگہ دے کیونکہ وہ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ بدیاں کرتے ہوئے خوف کریں؟ فرمایا نہیں! نہیں! نیکیاں کرتے ہوئے خوف کرو۔ جو نیکیاں کرنے کی ہیں' کرو اور پھر حضور الٰہی میں ڈرتے رہو کہ ایسا نہ ہو کہ عظیم و قدوس خدا کے حضور کے لائق ہیں یا نہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ هُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ کے مصداق ہوتے ہیں۔ یعنی اول اور آخر میں خشیت ہو۔ فعل اور ترک فعل اخلاص اور صواب کے طور پر ہوں اور وہ بھلائیوں کے لینے والے اور دوسرے سے بڑھنے والے ہیں۔

وسوسہ شیطانی یہ بھی آجاتا ہے کہ یہ راہ کٹھن ہے کیونکر چلیں گے۔ خدا تعالیٰ خود ہی اس وسوسہ کا جواب دیتا ہے لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (المومنون:٦٣) کہ ہم نے جو اعمال کے کرنے کا حکم دیا ہے اور نواہی سے روکا ہے وہ مشکل نہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عدم استطاعت پر ج کا حکم ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوامر و نواہی ایسے ہیں کہ عمل کر سکتا ہے اور ان سے باز رہ سکتا ہے۔

اور یہ امر بھی بحضور دل یاد رکھو کہ بعض اعمال بھول جاتے ہیں۔ جناب الٰہی کے ہاں بھول نہیں۔ بلکہ فرمایا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (المومنون:٦٣) یاد رکھو! جناب الٰہی میں اعمال محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ خدا کے ہاں ظلم نہیں ہوتا۔

انسان اگر غور کرے تو دنیا میں بھی ایک جنت اور نار کا نمونہ دیکھ سکتا ہے۔ مجھے افسوس آتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ دوستوں کی چٹھیوں کے پڑھنے پڑھانے میں کس قدر ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیا

جاتا ہے' مگر خدا تعالیٰ کی چٹھی۔ اور پھر جس کے لانے والا وہ کامل انسان جو محمد ہے' صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم' کی اتنی پرواہ نہیں کی جاتی۔ سستی کی جاتی ہے تو کتاب الہدیٰ کے سمجھنے میں۔

بعض اعمال ایسے ہیں کہ ہم نیکی سمجھتے ہیں مگر قانون الٰہی کا فتویٰ نہیں ہوتا۔ جب انسان مرفہ الحال اور اکڑباز ہو جاتا ہے تو وہ دکھوں میں مبتلا ہوتا ہے' اس وقت نجات کی راہ نہیں ملتی۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایسے انسان ہیں کہ دعویٰ اسلام کرتے ہیں مگر عمل دیکھو تو بازار میں کفار کے اعمال اور ان کے اعمال برابر ہیں۔ نیک نمونہ دکھا کر دوسروں کو قائل کر سکتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اخلاق کی نسبت فرماتا ہے کہ اگر تو نرم مزاج نہ ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد جمع نہ ہوتے۔ صحابہ کرام کی زندگیوں کے حالات پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام سے کوئی غلطی بھی ہو جاتی تھی اور آپ استغفار بھی فرمایا کرتے تھے۔ مگر ذرا ذرا سی بات پر مواخذہ اور تشدد کرتے تو تیرے پاس یہ قوم کس طرح جمع ہوتی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس نہ مال نہ طمع کی امید تھی۔ اگر کوئی چیز گرویدہ کر سکتی تھی تو وہ صرف حق کا نور اور آپ کے برگزیدہ اخلاق تھے۔

اپنے اعمال میں یہ امر مدنظر رکھو کہ اخلاص اور صواب ہو۔ نہ یہ کہ اپنے اغراض و مقاصد کے لئے کسی آیت یا حدیث کا بہانہ تلاش کرتے پھرو۔ اور نیکی کرتے ہوئے یہ نہ سمجھو کہ گویا تمام منازل طے کر لئے۔ نہیں! بلکہ بعض امور ضروری ہیں اور بعض اس سے کم۔ بعض فرائض ہیں' بعض سنن' بعض واجبات ہیں۔ ایک سخت بدی ہوتی ہے' ایک اس سے کم اور بعض ایسی کہ ان پر حرام اور مکروہ کا لفظ عائد ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی باتیں جب سنائی جاویں تو مناسب نہیں کہ انسان سن کر بھی اس راہ کو اختیار نہ کرے جو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہ ہے۔ اور اسے اساطیر الاولین کہنے والوں کی طرح لاپروائی سے چھوڑ دے۔

میں ایک ضروری امر آخر میں تمہیں بتلانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی ہادی دنیا میں آتا ہے تو اس کی شناخت کے کئی طریق ہوتے ہیں۔

اول۔ جاہل اور بے علم نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ہادی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نادان اور بے خبر نہ ہو۔ اب کتاب اللہ کو پڑھو اور دیکھو کہ جو معارف اور حقائق اس میں بیان کئے گئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ کسی جاہل اور نادان کے خیالات کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ سوچو! اور پھر سوچو!! نادان ایسی معرفت اور روح و راستی سے بھری ہوئی باتیں نہیں کر سکتے۔

دوم ۔ وہ ہادی اجنبی نہ ہو۔ کیونکہ ایک ناواقف انسان دور دراز ملک میں جا کر باوجود بدکار اور شریر ہونے کے بھی چند روز تصنع اور ریاکاری کے طور پر اپنے آپ کو نیک ظاہر کر سکتا ہے۔ پس ہادی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کا واقف ہو۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ صاف ہے کہ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَاغَوٰی (النجم:۳)

تیسری بات یہ ہے کہ ہادی یا امام یا مرشد اپنے سچے علوم کے مطابق عملدر آمد بھی کرتا ہو۔ اوروں کو بتلاوے اور خود نہ کرے؟ پس اس امر کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت فرمایا ہے مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَاغَوٰی۔ حضور کے عملدر آمد کا یہ حال ہے کہ جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک لفظ میں سوانح عمری بیان فرمادی۔ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ (مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۹۱) یعنی آپ کے اعمال و افعال بالکل قرآن کریم ہی کے مطابق ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور سب احباب سامعین کو نیک رستہ پر چلاوے اور قرآن کریم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی طاقت اور ہدایت بخشے۔ آمین۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۱۴------۱۹/ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۴-۵)

☆-☆-☆-☆